تعارف شاہ ولی اللہؒ یونیورسٹی گوجرانوالہ

تحریک آزادی برصغیر کے نامور راہ نما شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندیؒ جزیرہ مالٹا میں ساڑھے تین سال قید گزارنے کے بعد وطن واپس آئے تو انہوں نے اپنی زندگی کے تجربات کے نچوڑ کے طور پر ملت اسلامیہ کے زوال اور زبوں حالی کے دو اسباب کی نشاندہی کی اور پھر ان اسباب سے امت کو نجات دلانے کیلئے اپنی باقی ماندہ زندگی بسر کر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تعلیمات سے مسلمانوں کی بے خبری اور مسلمانوں کے مختلف طبقات اور گروہوں کے باہمی اختلافات و تنازعات ملت اسلامیہ کی کامیابی اور فلاح کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔ اسی ضمن میں انہوں نے دیو بند اور علی گڑھ کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے اور دینی و عصری علوم کو یکجا کر کے ایک ایسی پود تیار کرنے کا عزم کیا جو قرآن و سنت کی تعلیم و تربیت سے بھی پوری طرح بہرہ ور ہو اور جدید علوم ' بین الاقوامی زبانوں اور سائنس و ٹیکنالوجی پر بھی اسے مہارت حاصل ہو' تاکہ امت مسلمہ کو باصلاحیت ' باکردار اور دیندار قیادت میسر آسکے۔ جامعہ ملیہ دہلی کا قیام شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی سرپرستی میں اسی مقصد کے لیے عمل میں آیا مگر ان کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ مرد درویش اپنے اس عزم کو سینے میں لیے اس دنیا سے رخصت ہو گیا اس کے بعد مختلف مواقع پر ارباب فہم و دانش نے اس سمت سفر کا آغاز کیا مگر حالات کی ناسازگاری اور ملت اسلامیہ کی عمومی غفلت و بے توجہی کے باعث کامیابی کی منزل قریب نہ آسکی۔

اسلام کے نفاذ اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نعرہ پر اسلامی جمہوریہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو ملک میں دو مختلف نظام ہائے تعلیم کی عملداری نے ذہنی اور تعلیمی لحاظ سے الگ الگ طبقات کے وجود کو قائم کر رکھا تھا ایک طرف سکول ' کالج اور یونیورسٹی کا نظام تھا جہاں مسلمان طالب علم کے لیے ضروری دینی تعلیم اور دینی و اخلاقی تربیت کا فقدان تھا اور دوسری طرف دینی مدارس کا نظام تھا جہاں کے فضلاء جدید علوم اور بین الاقوامی زبانوں کے علاوہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے عملی تقاضوں اور نظام زندگی کو چلانے کی ٹریننگ سے بھی بے بہرہ تھے۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس دوئی کو ختم کر کے ایک مشترکہ نظام وضع کیا جاتا تاکہ قومی زندگی کو چلانے کے لیے دینی تعلیم و تربیت اور جدید سائنس و ٹیکنالوجی سے پوری طرح بہرہ ور رجال کار میسر آتے۔ لیکن ابھی تک ایسا نہیں ہو سکا جس کے تلخ ثمرات نہ جانے قوم کب تک بھگتتی رہے گی۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ نظام تعلیم کی تبدیلی افراد کا نہیں بلکہ حکومتوں کا کام ہوتا

ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد سر سید احمد خان مرحوم اور ان کے چند رفقاء کی شبانہ روز محنت سے ایک پورا نظام تعلیم وجود میں آگیا اور مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند اور ان کے چند رفقاء کی جہد مسلسل نے اس کے بالکل متوازی ایک نظام تعلیم کا ڈھانچہ کھڑا کر دیا۔ چنانچہ انہی بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گوجرانوالہ کے چند مخلص حضرات نے ایک نئے متوازن اور ناگزیر نظام تعلیم کی ضرورت کا احساس اجاگر کرنے کے لیے شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے نام سے ایک ایسے تعلیمی ادارہ کے قیام کا عزم کیا جو شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے خوابوں کی تعبیر ہو اور قوم کو دینی و عصری علوم اور تقاضوں سے بہرہ ور نئی قیادت فراہم کرنے کا مقصد پورا کرے۔ ابتداء میں یہ کام بے حد مشکل دکھائی دے رہا تھا۔ مگر اللہ رب العزت نے خصوصی فضل فرمایا اور گوجرانوالہ کے با ذوق شہریوں کے تعاون سے آغاز سفر کا مشکل ترین مرحلہ اس طرح طے ہوگیا ہے کہ اب تک:۔

- تنتیس ایکڑ زمین خریدی جاچکی ہے جو باضابطہ طور پر شاہ ولی اللہ ٹرسٹ کے نام پر ہے۔
- بیس کمروں پر مشتمل دو بلاک تعمیر ہو چکے ہیں۔
- میٹرک پاس طلبہ پر مشتمل انٹرمیڈیٹ کی کلاس یکم ستمبر ۱۹۹۱ء سے جاری ہے جن کی رہائش و خوراک اور دیگر ضروریات کا انتظام یونیورسٹی میں ہے اور انہیں بورڈ کے نصاب کے ساتھ ساتھ عربی گرائمر اور قرآن و حدیث کا خصوصی کورس بھی پڑھایا جارہا ہے۔
- دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کرام کے لیے تین سالہ کلاس رمضان المبارک کے بعد شروع کی گئی ہے جس میں انہیں انگریزی زبان کی معیاری تعلیم دینے کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی سے باضابطہ ایم اے کرایا جائے گا۔
- دو ایکڑ پر محیط عظیم الشان مسجد اور شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے ہاسٹل کی تعمیر کا آغاز بھی انشاء اللہ العزیز رمضان المبارک کے بعد کیا جارہا ہے۔
- اب تک اس منصوبہ پر مجموعی طور پر ستر لاکھ روپے سے زائد رقم صرف ہوچکی ہے جو گوجرانوالہ کے شہریوں نے فراہم کی ہے۔

انتظامی ڈھانچہ:۔

---------- زیر سرپرستی ----------

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر۔

مولانا صوفی عبدالحمید سواتی۔

الحاج عبدالعزیز ذوالفقار۔

بورڈ آف گورنرز

الحاج میاں محمد رفیق (چیئرمین)۔
الحاج محمد اشرف شیخ (سیکرٹری)

ارکان: مولانا زاہد الراشدی۔ میاں محمد عارف ایڈووکیٹ' حاجی عبدالغنی تاجر' حاجی محمد یوسف حاجی شیخ محمد یعقوب' شیخ محمد یوسف وزیر آبادی' الحاج بابو جاوید احمد۔ شیخ جاوید شوکت' جناب اعجاز احمد چیمہ' حاجی شیخ عبدالمجید۔

تعلیمی کونسل

مولانا زاہد الراشدی (چیئرمین) پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال لون (سیکرٹری)

ارکان: الحاج میاں محمد رفیق' مولانا مفتی محمد عیسیٰ خان' پروفیسر غلام رسول عدیم' پروفیسر عبدالرحیم ریحانی' پروفیسر محمد عبداللہ جمال۔ ڈاکٹر حافظ شیر محمد اختر' حافظ گلزار احمد آزاد۔

بقیہ : دینی مدارس کا نظام

نظام کے کل پرزے فراہم کرے گا اور دینی نظام تعلیم اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے کردار ادا نہیں کر رہا تو اسلامی نظام کے لیے رجال کار کیا آسمان سے اتریں گے۔ دینی مدارس کے اجتماعی کردار کے منفی پہلوؤں کے بارے میں بہت کچھ کہنے کی گنجائش موجود ہے بلکہ بہت کچھ کہنے کی ضرورت ہے لیکن ہم صرف مذکورہ دو اصولی مباحث کے حوالے سے توجہ دلاتے ہوئے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام' دینی مدارس کی اجتماعی قیادت بالخصوص وفاق المدارس العربیہ' تنظیم المدارس اور وفاق المدارس السلفیہ کے ارباب حل و عقد سے گزارش کریں گے کہ وہ اس صورت حال کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور یورپ کے دینی فلسفہ حیات کو فکری محاذ پر شکست دینے اور نفاذ اسلام کے لیے رجال کار کی فراہمی کے محاذ پر اپنے کردار کا از سر نو تعین کریں ورنہ وہ اپنی موجودہ کارکردگی اور کردار کے حوالہ سے نہ خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں گے اور نہ ہی مورخ کا قلم ان کے اس منفی کردار کو بے نقاب کرنے میں کسی رعایت اور نرمی سے کام لے گا۔